

اسلامی تحقیق، جدید تقاضے اور منصوبہ بندی

ملک محمد فیروز خان قادری

دورِ حاضر کے جدید تحقیقی رجحانات کے مد نظر ضروری ہے کہ ہم اسلامی تحقیق کے نئے رخ متعین

کریں اور ان کی تفصیلات کی جامع منصوبہ بندی کر کے اسلامی ادب (Islamic Literature)

کو جدید علمی و فکری معیار کے مطابق پیش کریں۔ محض بیانیہ نوعیت کی تحریر و تقریر دورِ حاضر کی جدید مطالعاتی و تحقیقاتی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ زمانہ مستقبل میں تہذیب و ثقافت، مذہبی افکار و نظریات، اہلیاتی مباحث اور علمی و فکری سرگرمیوں کے خرد خال کا تعین بہر حال سائنس اور ٹیکنالوجی اور جدید ترین سوشل سائنس کے تقاضوں کے مطابق ہو گا۔ لہذا اسلامی تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وسیع تر علمی مفاد اور مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے دورِ حاضر کے جدید علمی رجحانات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور انھیں پورا کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بردنے کا ریلایس اسلامی تحقیق کے لیے جدید تقاضوں کے تعین اور ان کی جامع منصوبہ بندی کی جتنی ضرورت آج محسوس کی جا رہی ہے یا آئندہ کی جائے گی۔ اس کی مثال زمانہ ماقبل میں نہیں مل سکتی۔ ہمارے ہاں مختلف موضوعات پر کتابوں کی کمی نہیں لیکن تحقیق و تفتیش کے اہداف کے صحیح تعین کا فقدان ضرور ہے۔ اکثر اداروں میں تحقیق اور ریسرچ کے اہداف کا تعین کئے بغیر علمی کام کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء عام طور پر زمانے کے جدید علمی و فکری رجحانات اور ضروریات سے زیادہ واقف نہیں۔ لہذا ان سے ابھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اترتے وقت کا ساتھ دیں گے۔ زمانہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ تحقیقی انداز، معیار اور منہاجیات جلدی جلدی تبدیل ہو رہے ہیں۔

انسان کے طرز مطالعہ اور اس کے نفس موضوع میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ غیر مسلم اقوام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کو تبلیغ کا سامنا ہے اور اسی تبلیغ کا جواب ہمیں دینا ہے۔ رہے جدید تعلیمی و تحقیقی ادارے تو ان میں ابھی تک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا صحیح شعور نہیں پایا جاتا اور اگر ہے بھی تو وہ اس قدر کمزور اور مبہم ہے کہ کسی عظیم کام کا محرک نہیں بن سکتا۔ غرضیکہ اس قدر میں اسلامی تحقیق اور ریسرچ کو درپیش سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اہداف کا تعین نہیں۔ صاحب بصیرت علماء اور ریسرچ اسکالرز کی کمی نہیں جو ہر قابل موجود ہے لیکن ریسرچ کی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ اور یہ چیز اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ عیسائی اور یہودی علماء نے بہت پہلے اس امر کا احساس کیا اور جدید علمی و فکری رجحانات کو سامنے رکھ کر ایسا تحقیقی کام کیا ہے کہ اُسے دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمان کیا کرتے رہے ہیں؟ یہ تسلیم کہ طویل دور غلامی کے مسئلہ کی صلاحیتوں کو مغلوب کر ڈالا ہے اور انہیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ اطمینان کے ساتھ مثبت انداز میں کوئی تحقیقی کام انجام دیتے۔ لیکن پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہتا ہے کہ دنیائے اسلام کے اکثر و بیشتر حصوں میں اس دور غلامی کو ختم ہونے ایک مدت ہو چکی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس عرصہ میں بھی دنیائے اسلام کے تحقیقی اداروں میں ایسا کام نہ کیا جاسکا۔ جو ریسرچ اسکالرز، علماء، طلباء اور علم دوست طبقوں کے لیے لازماً ضروری اور لازمی تھا۔ یہودی اور عیسائی فضلاء کی کاوشوں کو دیکھتے کہ انہوں نے اپنی الہامی کتب کی جدید تشریح و توضیح کی غرض سے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بدلتے ہوئے ترقی پذیر علمی و فکری رجحانات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ انجیل و تورات کا مہر پور جنرالیائی مطالعہ کیا جائے اور ان کے مشمولات (Contents) کو جدید ترین تکنیک کے ساتھ نقشوں، شکلوں اور شمارائی جدولوں کے ذریعے پیش کیا جائے تاکہ ان میں زیادہ سے زیادہ جامعیت اور ایجاز و اختصار پیدا ہو تو انہوں نے ایک یا قاعدہ اور منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کر کے اپنی الہامی کتابوں کو جدید فہم کی زندگی عطا کی۔ یقین کیجئے کہ مسخ شدہ انجیل و تورات میں انسان، انسانی زندگی، معاشرہ اور اس کے احوال و کوائف اور انسان کی نجات وغیرہ کے بارے میں کوئی عملی تعلیم سرسے موجود ہی نہیں ہے لیکن داد دیجئے کہ یہودی اور عیسائی فضلاء نے ان مسخ شدہ الہامی کتب کی ارضیاتی و ماحولیاتی تشریح و توضیح کے لیے کس قدر عزم و ترقی اور محنت سے کام کیا ہے۔ انہوں نے انجیل و تورات میں مذکور انسانوں اور جانوروں کے ناموں سے لے کر جنرالیائی مقامات اور علاقوں تک کے احوال و کوائف

کہ نہایت شگفتہ طریقہ سے محفوظ کیا ہے اور جنوں بلکہ بیسیوں اٹلیس (Atlases) تیار کرائیں اور جگہوں نقشوں اور شمارہ باری جداول کے ذریعے علمی دنیا کو مفید معلومات پہنچائی ہیں۔

ہم اس پرنازانی ہی کہ مدستہ زمین پرستان کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس پر سب زیادہ تفسیری و تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ مسلمان علماء نے قرآن کریم کی تفسیر نہایت زیادہ ضخیم کتابیں لکھیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کے عربی نطق، الفاظ اور حروف تک گن ڈالے۔ ثانوی اور تہ اور ترجمہ تہ کے ذریعہ و غیرہ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج کے جدید علمی رجحانات اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کیا کچھ ہو سکا ہے۔ درج ذیل دو بیانیہ تحریر و تفسیر پر کاغذ نہیں ہے بلکہ سائنسی ٹھکانے اور بیانیاتی مناسبت سے تحقیق کا وہ ہے۔ اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہم میں بہت پہلے اسلام اور قرآن کریم کے سائنسی اور جغرافیائی مطالعے کی طرف توجہ دینا چاہیے تھی۔ مسلمان علماء اور ریسرچ اسکالرز نے اس میدان میں بہت کم کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن نظامی کے ایک فارغ التحصیل طالب علم کو علم نہیں کہ قرآن کے پیغام کا جغرافیائی پس منظر کیا ہے؟ تاریخ ارض القرآن کے مطالعے کی اہمیت کیا ہے؟ اس ناواقفیت کی وجہ یہی ہے کہ کسوی تاریخ اور تہذیب و تمدن اور قرآن کریم کا جاج اور منظر جغرافیائی مطالعہ نہیں کیا گیا۔ آج کے نقشہ پیمائیں سال قبل سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر کام کے حوالے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ جزیرہ نمائے عرب کے جغرافیائی حالات کو کتاب کے دیباچہ میں صریح کیا جائے۔ اسی غرض سے مواد کی تلاش شروع کی تو میدان زیادہ وسیع نظر آیا تاکہ فرائضوں نے اس مواد کو تاریخ ارض قرآن کے حوالے سے علیحدہ کتاب کی شکل دے دی اور نون پہلی تہ۔ اس ذمیت کی کتاب ہمارے سامنے آئی اس کتاب کے دیباچہ میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:-

قرآن مجید میں عرب کی بیسیوں قوموں، شہروں اور مقامات کے نام ہیں جن کی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف علم ہو سکتا ہے بلکہ ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو برس میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر پیش نہیں کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقف رہی اور دوسری طرف غیروں کو انھیں انسانہ کہنے کی جرأت ہوئی۔ تو بات یہی ہزاروں اشخاص، اقوام اور مقامات کے نام ہیں جو طویل زمانہ اور فقیرانہ سبقت کی بنا پر غفلت اور ناواقفیت کے میں۔ لیکن علماء اہل علم کی بہت ہزاروں آئیں ہیں کہ وہ ارض قرآن

اور ان ایکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعے سے ۲ ہزار برس کے

(Land of Bible)

مردہ نام اپنی مسیحیت سے زندہ کر رہے ہیں۔ لے

اسی دیباچہ میں مؤلف نے قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کی ضرورت و اہمیت اور افادیت پر

لکھا ہے :-

”عہدِ قدیم میں مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ انتقادات تھا لیکن اس عہدِ جدید میں جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہیں انہوں نے یہاں سے ہٹ کر تاریخ و تمدن کے میدان میں مورچے قائم کئے ہیں، ضرورت ہے کہ جس طرح اہلانی اور ہودی مومنین کے مقابلہ میں ابوحنیفہ و نینوسی (متوفی ۲۸۱ م) ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ م) اور ابن جریر طبری (متوفی ۲۴۰) نے اسلام اور تسمان کی تاریخ میں تحقیق و تطبیق کی کوشش کی ہے اس زمانہ میں جدید یورپین تاریخ کی اسلام و قرآن سے تطبیق دی جائے اور یورپین تاریخی تحقیقات و اکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے اور خود انہیں کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے ان کے حملوں کا جواب دیا جائے۔“

مسلمانوں کی علمی و فکری تاریخ میں برصغیر پاک و ہند کے اس حقیقہ عالم نے پہلی مرتبہ اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ اپنی بساط کے مطابق پھر نوپہ کام کیا ہے لیکن چونکہ سید سلیمان ندوی ماہر علمِ عربانہ تھے۔ اس لیے ”تاریخ ارض التسمان“ کے مواد میں فنی صحت (Technical Accuracy) کا کافی حد تک فقدان پایا جاتا ہے۔ اس کمی کا احساس خود ان کو بھی تھا۔ دیباچہ ہی میں لکھتے ہیں :-

”اقوام و بلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشوں کی ضرورت تھی، اس فن میں باوجود بے بضاعتی کے اس خدمت کو نہایت محنت سے خود انجام دینا پڑا۔“ لے

علمِ جغرافیہ میں فنی جہارت کے فقدان ہی کے باعث ”ارض القرآن“ کے مواد کو صحیح اور متعین جغرافیائی مطالعہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ غرضیکہ اس میدان میں اول تو کوئی کام ہی نہیں کیا گیا اور جو کچھ کیا گیا ہے وہ فنی و ادبی لحاظ

سے اس تحقیقی کام سے کہیں فروتر ہے جو یودی اور عیسائی علماء نے انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ کے ضمن میں کیا ہے۔ اس تحقیقی، فنی اور ادبی معیار کو اگر سامنے رکھا جائے تو بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے ہاں اس کام کی کوئی ایک نظیر ہی موجود نہیں ہے۔ اہم مصلحت میں اس موضوع کو تحقیقی اور ریسرچ کے ایک ہدف (Target) کے طور پر سامنے رکھ کر کام کرنے کی ضرورت و اہمیت مزید کسی حجاز (Justification)

کی غماز نہیں رہ جاتی۔ زیر نظر مقالہ میں اس تحقیقی کام کی ایک جامع سکیم پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سکیم کو پیش کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کی تعریف، (Definition) اور لغوی موضوع (Subject matter) کو مختصراً بیان کر دیا جائے۔

اس مطالعہ سے مراد اسلام، اسلامی تاریخ، اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلمان کریم کی دعوت انقلاب کے نشو و ارتقا، اور حرکاتی کردار (Dynamic character) اور تقابلی مزاج

(Functional Nature) کو زمان و مکان (Time and Space) کے معاملے کے ساتھ

ایک ایسے انداز میں بیان کرنا ہے کہ ماحول اور ماحولیاتی عناصر کے ساتھ ان کا زردہ ربط قائم کیا جاسکے۔ اس مطالعہ کے بغیر اسلام اور مسلمان کریم کی دعوت انقلاب کی مکمل، مربوط اور تقابلی تفہیم ممکن نہیں ہے۔ اس متنوع اور ناگزیر جغرافیائی مطالعہ کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) اِسْوَم

اِسْوَم	تاریخ اسلام	(الف)
اِسْوَم	سیرت النبی	(ب)
اِسْوَم	اسلامی تہذیب و تمدن	(ج)
اِسْوَم	افکار و نظریات	(د)

(۲) قرآن مجید

جغرافیہ نزول قرآن (الف)

کلہ اگت، ۲۴ دئے فکر و نظر میں یہ ایک مضمون بعنوان قرآن پاک کا جغرافیائی مطالعہ شائع ہوا تھا۔ اس میں نے بعض تعارفی انداز میں قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کا ایک خاکہ ترتیب دیا تھا۔ موجودہ مضمون میں موضوع زیر بحث کے تمام پہلوؤں اور حصوں کو سامنے رکھ کر ایک مکمل جامع منصوبہ پیش کرنا منظور ہے۔

(ب)	انبیائے قرآن	اٹلس انبئیہ قرآن
(ج)	ارض الوقت قرآن	قرآن اٹلس
(د)	جنسہ انبیہ قرآن	

اس تحقیقی کام کے مندرجہ بالا حصوں اور شعبوں کے علاوہ بعض دیگر پہلو بھی ہیں۔ مثلاً اسلامی تاریخ، سیرت النبیؐ، اسلامی تہذیب و تمدن اور قرآن کریم کے جغرافیائی انڈکس (اشائیے)، تیار کرنا اور بعض ضروری کوائف کو شمار یاتی گوشواروں اور جداول کے ذریعے پیش کرنا، لیکن سہر دست مندرجہ بالا اسکیم کے ذریعے قوری ضرورت کو بخوبی پورا کیا جاسکتا ہے اسی اسکیم پر راقم الحروف ایک بوجہ سے کام کر رہا ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یورپی اور امریکی ممالک کے عیسائی اور یہودی مذہبیت اور الہیات (Theology) میں بہت کم دلچسپی رکھتے ہیں۔ انھوں نے مادیت پرستی کے طریق زندگی کو اپنا کر الہیات میں دلچسپی بہت حد تک کم کر لی ہے لیکن راقم الحروف کے خیال میں یہ تاثر صحیح نہیں ہے۔ ان ملکوں میں الہامی کتب کے تحقیقی اور جدید مطالبے کے لئے ایک منسوب بندی کے تحت درس گاہیں، ادارے اور مراکز قائم کئے گئے ہیں جن میں الہامی کتب کے ساتھی اور جنب انیائی مطالعہ پر بہت زیادہ کام کیا گیا ہے۔ ان ملکوں کی یونیورسٹیوں میں جغرافیہ صحائف (Scriptur geography) کے لیے باقاعدہ شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے

کہ جغرافیہ انجیل و تورات کی ہر قسم کی معلومات کے لیے آپ بیسیوں اٹلس (Atlases) لغات 'اشائیہ' جغرافیائی خاکے، شمار یاتی جداول، سینکڑوں بیکہ ہزاروں نقشے اور متعدد دائرۃ المعارف (Encyclopaedias) سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ یورپی تاریخ اور تہذیب و تمدن پر بے شمار اٹلس تیار کی گئی ہیں۔ بلکہ جدید ہے کہ ہماری تاریخ کی اٹلسیں بھی انہی عیسائی علمائے تیار کی ہیں اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان علمائے اپنے

۱۔ اس سلسلہ میں میری سب سے پہلی کوشش تحقیقی مقالہ "عنوان" جغرافیہ قرآن ہے جو جامعہ پنجاب لاہور کے ایم اے علوم اسلامیہ کے امتحان منعقدہ ۱۹۷۲ء کے ایک حصہ کے طور پر حکومت اسلامیہ کے بورڈ آف اسٹڈیز کے لیے لکھا گیا تھا۔ بعد ازاں اسی موضوع پر ایک مقالہ اسلام آباد یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف اوہائیو کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار سے مطالعہ تاریخ سائنس "قرآن و دعا" (دسمبر ۱۹۷۲ء) میں اور دوسرا مقالہ "آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقدہ تیسری آل پاکستان جیوگرافیکل کانفرنس" اسلام آباد (نومبر ۱۹۷۳ء) میں پڑھا گیا۔

مردنی تعصب اور اسہم دشمنی کا اظہار کسی کسی نماز میں کیا ہوگا۔ یہاری علی سستی اور معذرت خواہانہ طرز فکر کی انتہا ہے کہ ہم انہی علماء کے بیانات کو قابل اطمینان سمجھتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان علماء نے علم و سائنس کسب و میداں میں یہودی کی عداوت کرنے کا گوشش کیا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور اقوام و بلاد، ان کے عمل و وقوع، تاریخی گہوارہ و جسد انسانی صحت و کوالت کے بارے میں ان یہودی اور عیسائی علماء نے انتہائی گمراہ کن غلط فیصلوں کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ یہاں جزائری آثار و نظریات کی تاریخ اور اس کا فلسفہ، تو قرون وسطیٰ کے مسلمان جزائریوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہودی اور امریکی ماہرین جزائریہ کا یہی فیصلہ ہے اور اسی فیصلہ کی تعلیم ہم اپنی درس گاہوں میں دے رہے ہیں اور پھر ان طلب مولیٰ سے توقع رکھتے ہیں کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ غیب !!!

زیر نظر مقالہ میں یہودی و عیسائی علماء کے موروثی تعصب اور اسہم دشمنی پر بحث کرنا مقصود نہیں دیکھنا یہ ہے کہ ہر علماء اور تاریخ اسکالرز نے ان کے سدباب کیلئے کیا کچھ کیا ہے؟ علماء یہود و نصاریٰ کی یہ گوشش بہر حال قابل تہنیت ہے کہ انہوں نے اپنے مخصوص مفادات اور ملی مقاصد کے لئے نظر اپنی الٹا مٹی کتب کو ایسے انمازیں اہل علم کے سامنے پیش کیا ہے جو دور حاضر کے جدید علمی و تحقیقی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہودی فضلہ کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہودی دائرۃ المعارف "تیار کیا ہے جس میں یہودیت، اس کے تاریخی ارتقار اور جزائریاتی صحت اور تورات کے جزائریاتی پس منظر پر شرح و بسط کے ساتھ مواد جمع کر دیا گیا ہے۔

سکاٹی کیلئے انجیل کا ایک مبسوط "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے۔ اسی طرح جون ایڈی (John Eadie) نے بھی انجیل کا ایک "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے۔ تین علماء ڈبلیو ایبل، ایگزٹور، ایڈن برگ اور سی ہیک نے بھی انجیلی ادب کا ایک "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے۔ لندن کے جارج فلیس اینڈ سنٹر کمپنی نے "فلیس سکرپچر ایس" شائع کی ہے جس میں ۱۶ گھنٹوں کی ایک سلسلہ میں عہد نامہ قدیم و جدید کی کتابوں کی

(6) The jewish Encyclopaedia, (New York-London) Funk and May nalls company (1910).

(7) Kelley, cheyre Thomas, Encyclopaedia Biblica, London (1899)

(8) Eadie john (1810 - 1876) Biblical Encyclopaedia, (London-1813)

(9) Encyclopaedia of Biblical Literature, (London 1865)

جغرافیائی تشریح کے لیے ۴۰ سے زائد نقشے اور خاکے شامل کئے گئے ہیں۔ مزید برآں انجیل و تورات میں مذکور قدیم جغرافیائی ناموں اور ان کی جدید شناخت کے لیے ایک مبسوط اشاریہ بھی دیا گیا ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن نے آکسفورڈ بائبل اٹلس^{۱۰} شائع کی ہے۔ جسے جی کے ہربرٹ اور آرٹو بیوہ سلٹن اور جی این ایس ہنٹ نے مدون کیا ہے۔ جی ای رائٹ (Wright G. E.) اور ایف۔ ویلن (Filson, F. U.) نے ویٹ منسٹر اٹلس برائے بائبل^{۱۱} تیار کی۔ جو ۱۹۲۳ء میں لندن سے شائع ہوئی ہے۔ سی ایے اسمتھ (Smith, C. A.) نے اٹلس برائے تاریخی جغرافیہ ارض مقدس^{۱۲} (فلسطین) تیار کی ہے۔ غرضیکہ یہودی و عیسائی فضلاء نے انجیل و تورات کے ہر موضوع پر ادھر ادھر پر جغرافیائی تحقیق کا کام کیا ہے۔ یورپی و امریکی ممالک کے نظام تعلیم میں انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسکول کے بچوں تک کے لیے اس کا نصاب تیار کیا گیا ہے اور اس کے لیے متعدد اٹلس موجود ہیں۔ مثلاً ہیوگز اور برتھولومو (Hughes and Bartholomew) کی اسکول اٹلس برائے طبعی، تاریخی و جدید اور الہامی جغرافیہ^{۱۳}۔

ان حالات میں یہ امر ناگزیر ہے کہ اسلامی ممالک کے تحقیقاتی ادارے اس میدان میں بھرپور توجہ دیں۔ یہ کام افراد کے کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کے لیے تعلیمی اداروں، جامعات کے تحقیقاتی شعبوں اور دیگر تحقیقاتی اداروں کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ پاکستان میں سب سے بڑی ذمہ داری ادارہ تحقیقات اسلامی پر عائد ہوتی ہے اس ادارہ کے اسلامی تحقیقات کے ماسٹر پلان میں "علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی خدمات" پر تحقیقی کام کو تو شامل کیا گیا ہے۔ لیکن موضوع زیر بحث کے دوسرے پہلوؤں کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ پاکستان کے

(10) Oxford Bible Atlas, Oxford University (London-1962)

(11) Smith, C.A. an Atlas of the Historical Geography of the Holy land, (London-1915)

(12) School Atlas of Physical and modern and Ancient and scripture Geography, 1865.

۱۳ اس ادارہ نے اسلامی تحقیقات کا ایک ماسٹر پلان ۱۹۶۶ء میں تیار کیا تھا جسے ادارہ کے بورڈ آف گورنرز نے ۱۹۶۶ء میں منظور کیا اور اسے ایک کتابچے کی صورت میں اپریل ۱۹۶۷ء میں شائع کیا گیا۔

پیشہ درجہ ذریعہ انسانی (Sociologists) ماہر علم عمرانیات (Geographers)
 ماہرین علم آبادیات (Cartographers) ماہرین نقشیات (Demographers)
 شماریات شناسوں (Statisticians)
 پر بھی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تحقیقاتی کام کے لیے اعلیٰ درجہ کی فنی مہارت اور تکنیکی صلاحیت درکار ہے۔ تجلی نئی صحت کا اعلیٰ معیار قائم کیا جاسکتا ہے۔ ہم میں ان ماہرین کی قطعاً کوئی کمی نہیں ہے۔ برصغیر ہندو پاک میں ان فنون کے بہترین ماہرین موجود رہے ہیں اور اب پاکستان میں بھی ان کی ایک واٹر قرداد موجود ہے۔ آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن میں ہزاروں نہیں تو نصف لاکھ افراد ضرور شامل ہیں۔ اس ایسوسی ایشن ہی کے ایک رکن نے جو بین الاقوامی شہرت کے فاضل جغرافیہ دان ہیں، جغرافیائی انکار و نظر پابند، ان کی تاریخ اور ان میں مسلمانوں کی خدمات پر بے حد مفید کام کیا ہے۔
 راقم الحروف کی رائے میں وفاقی وزارت، تہذیبی امور پاکستان کے زیر انتظام ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن اور جیو لوجیکل سروے آف پاکستان کے اشتراک سے ایک تحقیقاتی بورڈ قائم کیا جاسکتا ہے جو اس منصوبہ کو مکمل کرے۔

(14) Siddiqui, Nafis Ahmad, "Muslim contribution of Geography" (Lahore- 1965).

حبیب بدیع کی
 ۴۴ نئی اور بے مثال بچت کی اسکیمیں

ڈپازٹ گروٹھ سرٹیفکیٹ

ڈپازٹ گروٹھ انشورنس سرٹیفکیٹ

۵ سالہ خصوصی فکسڈ ڈپازٹ اکاؤنٹ

اشعاعی سیونگس اکاؤنٹ